## 10823 ـ اگر كسى كے پاس اراضى اور املاك ہو تو كيا اس ميں زكاۃ واجب ہے

**سوال**

ايك شخص كے پاس اراضى اور املاك ہے، جس پر كوئى آمدنى نہيں كيا اس پر زكاۃ ہو گى ؟

**پسنديدہ جواب**

الحمد للہ.

اس اراضى اور املاك پر زكاۃ نہيں ہے، ليكن اگر اس نے يہ سب كچھ فروخت اور تجارت كے ليے ركھا ہو تو پھر زكاۃ ہو گى.

اور اس كى زكاۃ كا حساب اس طرح ہو گا: سال مكمل ہونے پر اس اراضى اور املاك كى ماركيٹ ويليو كے مطابق قيمت لگا كر اس ميں سے دس كا چوتھائى حصہ يعنى اڑھائى فيصد زكاۃ ادا كى جائے گى.

ليكن اگر يہ املاك آدمى كے استعمال اور خدمت يا پھر اس نے اپنے كام ميں استعمال كے ليے ركھى ہو مثلا اسے كرايہ پر دے ركھا ہو، يا اس طرح كسى اور كام ميں اور وہ اس املاك كى بعينہ تجارت نہ كرتا ہو تو اس حالت ميں اس پر زكاۃ نہيں ہو گى.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى ـ تجارتى سامان كى زكاۃ ميں تفصيل بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

العروض: عرض راء پر زبر يا عرض راء پر سكون كى جمع ہے، اور يہ وہ مال اور سامان ہے جو تجارت كے ليے تيار كيا گيا ہو، اور اسے يہ نام اس ليے ديا گيا ہے كيونكہ يہ مستقر نہيں رہتا، پيش كيا جاتا ہے، اور پھر زائل ہو جاتا ہے كيونكہ تجارت كرنے والا بعينہ يہ سامان نہيں چاہتا، بلكہ وہ تو اس كا منافع حاصل كرنا چاہتا ہے، اس ليے ہم نے اس كى قيمت ميں زكاۃ واجب كى ہے، نہ كہ بعينہ اس چيز ميں.

لہذا عروض يعنى تجارتى سامان اس وقت ہر وہ چيز ہو گى جو تجارت كے ليے تيار ہوئى ہو، چاہے وہ كسى بھى نوع اور قسم سے تعلق ركھے، اور يہ زكاۃ كے اموال كو عام اور شامل ہے؛ كيونكہ يہ جائداد ميں بھى داخل ہے، اور كپڑے ميں بھى، اور برتنوں ميں بھى، اور حيوانات ميں، بلكہ ہر چيز ميں.

اور تجارتى سامان ميں زكاۃ واجب ہے، اس كى دليل يہ ہے كہ:

اول:

مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے عموم میں داخل ہونا:

اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے الذاریات ( 19 ).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا:

" انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مالوں میں ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے حاصل کر کے ان کے فقرا کو واپس کیا جائے گا"

اور اس میں کوئی شك نہیں کہ تجارتی سامان مال ہے.

اور اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے: مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے"

ہم کہیں گے: جی ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا: اس سامان جو بعینہ نہ چاہا گیا ہو اس میں نہیں، بلکہ اس کی قیمت چاہی گئی ہو اس میں زکاۃ نہیں ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: " اس کے غلام اور گھوڑے " یہ کلمہ انسان کی طرف بطور اختصاص مضاف ہے، یعنی جس نے اسے خاص کر لیا، اور وہ اسےاستعمال کرے اور اس سے نفع حاصل کرے، جیسا کہ گھوڑا اور غلام اور کپڑا، اور گھر جس میں رہتا ہے، اور استعمال کے لیے گاڑی چاہے وہ اجرت کے لیے ہی ہو، ان سب میں زکاۃ نہیں ہے؛ کیونکہ انسان نے یہ اپنے لیے رکھی ہیں، نہ کہ وہ اس سے تجارت کرتا ہے، ایك دن خرید لے اور پھر دوسرے دن اسے فروخت کردے.

تو اس بنا پر جس نے بھی اس حدیث سے سامان میں زکاۃ نہ ہونے پر استدلال کیا وہ بہت دور نکل گیا.

دوم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی "

اگر ہم تاجر کو پوچھیں کہ وہ ان اموال سے کیا چاہتا ہے ؟ تو وہ جواب دے گا میں سونا اور چاندی چاہتا ہوں، میں دونوں نقدیاں چاہتا ہوں.

جب میں نے آج سامان خریدا اور وہ مجھے نفع دے یا ایك دن بعد تو میں اسے فروخت کر دونگا، میرا اس میں کی ذات

مطلقا ارادہ نہیں ہے، تو اس بنا پر ہم کہتے ہیں: نص اور قیاس کی بنا پر سامان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ نص خاص نہیں بلکہ عام ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع ( 6 / 141 ـ 142 ).

پھر شیخ رحمہ اللہ تعالی اس کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایك شخص نے منافع حاصل کرنے کے لیے گاڑی خریدی ( یعنی وہ اسے فروخت کر کے منافع حاصل کرے گا ) تو یہ تجارتی سامان ہے، جب اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے اور اس نے خریدتے وقت اس کی نیت کی لی.

اور اگر کوئی شخص استعمال کے لیے گاڑی خریدتا ہے، اور پھر بعد میں وہ اسے فروخت کرنے کی نیت کر لے تو اس پر زکاۃ نہیں کیونکہ اس نے خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں کی تھی، اس لیے اسے ملکیت میں لیتے وقت تجارت کی نیت ضروری ہے، اور اگر کوئی چیز تجارت کے لیے خریدے اور اس کی قیمت نصاب کو نہ پہنچتی ہو، اور نہ ہی اس کے پاس اتنی رقم ہے جو اس کے ساتھ ملائی جاسکے، تو اس پر زکاۃ نہیں، کیونکہ زکاۃ واجب ہونے کی شروط میں نصاب تك پہنچنا ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع ( 6 / 142 ).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

تجارت کے لیے لی گئی اراضی میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اس کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کا صدقہ دینے کا حکم دیا جو ہم فروخت کرنے کے لیے تیار کرتے " انتہی

اس حدیث میں صدقہ سے مراد زکاۃ ہے.

لیکن اگر زمین اپنے لیے خاص ہو نہ کہ فروخت کرنے کے لیے، چاہے اس نے کاشت کاری کے مقصد سے حاصل کی ہو یا رہائش یا اجرت پر دینے کے لیے تو اس میں زکاۃ نہیں ہو گی، کیونکہ وہ فروخت کے لیے نہیں ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی ہی زیادہ علم رکھنے والا ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ للشیخ ابن باز ( 14 / 160 ).

والله اعلم .